رسالہ 01

فدک شناسی



PUBLISH BY
HASHMI RESEARCH HUB

HASHMI
RESEARCH HUB

نام رسالہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فدک شناسی

سن اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۰۲۵ء

ترتیب وتدوین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید ساخر ہاشمی

پبلشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔Hashmi research hub

Find our all Researches on telegram

"Hashmi Research hub presents"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فدک ایک اہم اسلامی تاریخی جائیداد ہے جس کے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں

فدک کیا ہے؟

فدک شمالی عرب کے علاقے حجاز میں ایک سرسبز و شاداب گاؤں تھا، جو کہ خیبر کے قلعوں کے قریب واقع تھا۔ آج یہ الحائط شہر میں واقع ہے، جس کی آبادی تقریباً 14,000 افراد پر مشتمل ہے۔

.1

حصول کا طریقہ اور ملکیت: فدک کی زمین مسلمانوں نے جنگ کے ذریعے فتح نہیں کی تھی، بلکہ جب مسلمانوں نے خیبر کے قلعے فتح کیے تو یہودی خوفزدہ ہو کر صلح کے لیے آمادہ ہو گئے اور انہوں نے اپنی زمینوں کا نصف حصہ رسول اللہ (ص) کو پیش کر دیا، جس میں فدک بھی شامل تھا۔ چونکہ یہ زمین بغیر کسی جنگ کے حاصل ہوئی تھی، اس لیے یہ رسول اللہ (ص) کی ذاتی ملکیت بن گئی اور اسے "**انفال**" میں شمار کیا گیا، جو اللہ اور پیغمبر (ص) کے لیے خاص ہے۔

.2

حضرت فاطمہ (س) کو عطیہ اللہ کے حکم سے، قرآن کی آیت "اور قرابت داروں کو ان کا حق دو" (سورہ بنی اسرائیل 26) کے نزول کے بعد، رسول اللہ (ص) نے فدک کی زمین اپنی بیٹی حضرت فاطمہ (س) کو بطور عطیہ دی تھی۔ یہ حضرت فاطمہ (س) کا قرابت کی بنا پر حق تھا۔ حضرت فاطمہ (س) کے ایجنٹ وہاں کام کرتے تھے اور آمدنی انہیں بھیجتے تھے، جس میں سے وہ ایجنٹوں کی تنخواہ ادا کرتیں اور باقی غریبوں

میں تقسیم کر دیتی تھیں۔

.3

اہمیت اور آمدنی: فدک صرف کھجور کے چند درختوں والا چھوٹا ٹکڑا نہیں تھا، بلکہ ایک بہت بڑی اور زرخیز ریاست تھی جس کی سالانہ آمدنی لاکھوں دینار یا چوبیس ہزار سے ستر ہزار دینار تک تھی۔ یہ ایک اہم علاقہ تھا جو مولا علی (ع) اور سیدہ فاطمہ (س) کے کنٹرول میں تھا اور اس کی آمدنی غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کی جاتی تھی۔

.4

حدود: امام موسیٰ کاظم (ع) سے مروی ایک حدیث کے مطابق، فدک کی حدود کوہ احد، مصر کا عریش (جنگلی پودوں سے ڈھکا علاقہ)، سمندر کا ساحل اور دومۃ الجندل ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فدک ایک وسیع علاقے پر پھیلا ہوا تھا۔

.5

تاریخی اہمیت: فدک کی اہمیت اسلامی تاریخ میں اس تنازعے کی وجہ سے بہت زیادہ ہے جو رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ (س) اور ابو بکر کے درمیان اس کی ملکیت پر ہوا۔ ابو بکر نے فدک کو حضرت فاطمہ (س) سے یہ دعویٰ کرتے ہوئے ضبط کر لیا کہ انبیاء اپنے بچوں کے لیے وراثت نہیں چھوڑتے، اور جو کچھ وہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ (س) نے اس دلیل کو قرآن کے خلاف قرار دیا اور امام علی (ع) اور ام ایمن کو گواہ پیش کیا کہ رسول اللہ (ص) نے فدک انہیں اپنی وفات سے پہلے ہی عطیہ کر دیا تھا۔ ابو بکر نے اسے تسلیم کیا اور ایک تحریر لکھی کہ کوئی اس پر تجاوز نہ کرے، لیکن جب حضرت فاطمہ (س) وہاں سے نکلیں تو عمر بن خطاب نے وہ تحریر لے کر پھاڑ دی۔ ابو بکر نے عمر کو نہ ہی روکا اور نہ مذمت کی اور نہ ہی بعد میں دوبارہ لکھ کر دیا، اس واقعہ کے خلاف حضرت فاطمہ (س) نے مسجد میں 'خطبہ فدکیہ' دیا، جس میں انہوں نے اس ناانصافی پر شکایت کی۔ یہ واقعہ اسلامی تاریخ کی اہم ترین گتھیوں کو سمجھنے میں ایک کھڑکی کا کام

کرتا ہے۔

References

- قرآن کریم 1726
- وسائل الشیعہ، جلد 9، باب 11، فصل 1، حدیث 12629
- الأمالی از شیخ محمد بن محمد مفید، کتاب 5، باب 8، حدیث 8

غصب فدک کے نقصانات و اثرات (فوری اور طویل مدتی)

فدک کا غصب محض ایک زمین کے ٹکڑے کا چھیننا نہیں تھا بلکہ اس کے گہرے اور وسیع تر اثرات مرتب ہوئے:

الف) اہل بیت علیہم السلام کی مالی محرومی: فدک کی آمدنی اہل بیتؑ کے لیے مالی خود مختاری کا ذریعہ تھی۔ اس کے غصب سے اہل بیتؑ کی مالی قوت کو شدید نقصان پہنچا، جس کے نتیجے میں وہ اپنے شیعوں اور معاشرے کے غریب و محتاج افراد کی مدد کرنے اور دین کی ترویج کے لیے مالی وسائل فراہم کرنے سے قاصر ہو گئے۔ یہ ایک حکمت عملی تھی تاکہ انہیں مالی طور پر کمزور کیا جائے اور ان کی طرف رجوع کرنے والوں کو روکا جائے۔

(ب) سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حقوق کی پامالی اور دل آزاری:

یہ نبی اکرم ﷺ کی اکلوتی بیٹی کے ساتھ سراسر ناانصافی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی" (مسند احمد، صحیح بخاری)۔ فدک چھین کر انہیں شدید ذہنی اور قلبی اذیت پہنچائی گئی جو ان کی شہادت کا

ایک اہم سبب بنی۔ آپؑ اس واقعے کے بعد تادم مرگ خلیفہ سے ناراض رہیں۔

ج) اہل بیت علیہم السلام کی سیاسی پوزیشن کا کمزور ہونا:
فدک کا غصب اہل بیتؑ کو سیاسی اقتدار سے دور رکھنے اور ان کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کی ایک کوشش تھی۔ مالی استحکام ہمیشہ سیاسی قوت کو مضبوط کرتا ہے اور اس کے برعکس مالی محرومی سیاسی قوت کو کمزور کرتی ہے۔ فدک کی آمدنی اگر اہل بیتؑ کے پاس رہتی تو وہ ایک مضبوط سیاسی قوت کے طور پر ابھر سکتے تھے۔

د) امت مسلمہ میں تفرقہ و اختلاف کا بیج بونا: فدک کا مسئلہ خلافت کے بعد اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان ایک بنیادی اور دیرینہ اختلاف کی بنیاد بن گیا۔ یہ واقعہ امامت اور خلافت کے تنازع کو مزید گہرا کر گیا اور اس نے شیعہ نقطہ نظر کو مزید مضبوط کیا کہ اہل بیتؑ کے حقوق کو پامال کیا گیا۔

ہ) ایک غلط مثال قائم ہونا: فدک کے غصب نے آئندہ ادوار میں اہل بیتؑ پر ہونے والے دیگر مظالم اور ان کے حقوق کی پامالی کے لیے ایک بری مثال قائم کر دی۔ بعد کے حکمرانوں نے بھی اسی طرز عمل کو اپنایا اور اہل بیتؑ کے پیروکاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔

(و) سنت نبوی کی مخالفت اور قرآنی تعلیمات سے روگردانی: ایک طرف قرآن انبیاء کی وراثت کا ذکر کرتا ہے اور دوسری طرف نبی کے ہبہ کو رد کیا گیا، جس نے شریعت کے بعض پہلوؤں کی من مانی تعبیر کا راستہ کھولا۔ --

اگر فدک غصب نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ (امکانات) اگر فدک غصب نہ ہوتا تو اس کے مثبت اور دور رس اثرات مرتب ہو سکتے تھے جو امت مسلمہ کی تاریخ کا رخ بدل سکتے تھے:

الف) اہل بیت علیہم السلام کا مالی استحکام اور دینی خدمات: فدک کی آمدنی سے اہل بیتؑ نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرتے بلکہ اسلامی تعلیمات کی ترویج، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی کفالت کے لیے ایک مستحکم مالی بنیاد رکھتے۔ اس سے دین اسلام کی صحیح تعلیمات کو پھیلانے اور لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت میں ان کا کردار مزید نمایاں ہوتا۔

ب) اہل بیت علیہم السلام کے مقام و مرتبے کی توثیق: فدک کی ملکیت کی بقاء اہل بیتؑ کے خاص مقام و مرتبے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے گہرے تعلق کی عوامی توثیق ہوتی۔ یہ اس بات کا عملی ثبوت ہوتا کہ امت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی عزت و احترام کرتی ہے، اور ان کے حقوق کو تسلیم کرتی ہے۔

ج) امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی: فدک کا مسئلہ چونکہ

ابتدائی دور میں ہی ایک بڑا تنازع بن گیا تھا، اگر اسے حل کر دیا جاتا اور سیدہ فاطمہؑ کے حق کو تسلیم کر لیا جاتا، تو امت مسلمہ میں ایک بڑے فتنہ اور تفرقے سے بچا جا سکتا تھا۔ شاید شیعہ سنی تقسیم اس طرح گہری نہ ہوتی اور امت کے درمیان یکجہتی اور بھائی چارہ زیادہ مضبوط ہوتا۔

د) حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قلبی تسکین اور لمبی حیات: اگر ان کے حقوق کو تسلیم کیا جاتا تو انہیں شدید ذہنی و قلبی اذیت نہ پہنچتی، جس کا نتیجہ ان کی جلد وفات کی صورت میں سامنے آیا۔ شاید آپؑ کی زندگی لمبی ہوتی اور امت آپؑ کے علم و بصیرت سے مزید فیض حاصل کرتی۔

ہ) اسلامی اصولوں کا تحفظ: ہبہ اور وراثت سے متعلق قرآنی اور نبوی اصولوں کا تحفظ ہوتا۔ اسلامی نظام عدل و انصاف کی مثال قائم ہوتی جہاں حاکم وقت کے بجائے حق اور قانون کی بالادستی ہوتی۔

و) ایک مختلف تاریخی منظر نامہ: مالی اور سیاسی طور پر مضبوط اہل بیتؑ کے ساتھ تاریخ کا سفر بالکل مختلف ہو سکتا تھا۔ ممکن تھا کہ امامت اور خلافت کا مسئلہ زیادہ پرامن اور متفقہ انداز میں حل ہوتا، اور امت کی رہنمائی اہل بیتؑ کے سپرد ہوتی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں اعلان فرمایا تھا۔ اس صورت میں امت شرک اور بدعت سے زیادہ محفوظ رہتی۔ ---

ماخذ و حوالہ جات: * **قرآن کریم:** سورہ بنی اسرائیل (17:26)، سورہ نمل (27:16)، سورہ مریم (19:6)۔ * **احادیث و سیرت کی کتب (شیعہ):** * **الکافی، شیخ کلینی، جلد 1:** کتاب الحجہ، باب مولد النبی و وفاتہ، حدیث فدک۔ * **بحار الانوار، علامہ مجلسی، جلد 29:** کتاب الفتن والمحن۔ * **نہج البلاغہ:** خطبہ فدکیہ (اس کی اسناد مختلف کتب میں موجود ہیں جیسے الاحتجاج از طبرسی)۔ * **فدک فی التاریخ، سید محمد باقر الصدر:** فدک کے حوالے سے ایک تفصیلی اور تحقیقی کتاب۔ *

الغدیر، علامہ امینی، جلد 7: فدک کے واقعہ اور اس کے اثرات پر بحث۔ ***احادیث و سیرت کی کتب (اہل سنت):***** صحیح بخاری، جلد 5، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، حدیث 4240:** حضرت فاطمہؑ کی ناراضگی۔ *** صحیح مسلم، جلد 3، کتاب الجہاد والسیر، باب قول النبی "لا نورث"، حدیث 1759:** حضرت فاطمہؑ کی ناراضگی۔ ***مسند احمد بن حنبل، جلد 4، صفحہ 5، جلد 6، صفحہ 282:** "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔" ***تاریخ الطبری، ابن جریر الطبری، جلد 3:** فدک کا واقعہ۔ ***الامامة والسیاسة، ابن قتیبہ دینوری، جلد 1

مولا علی (ع) نے اپنی خلافت کے دوران فدک کو کئی وجوہات کی بنا پر واپس نہیں لیا، جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں

فدک واپس نہ لینے کی وجوہات

سیدہ فاطمہ زہرا (ع) کا مؤقف سیدہ فاطمہ زہرا (ع) نے خود ابو بکر سے فرمایا تھا کہ "اسے (فدک کو) عطیہ سمجھ کر رکھو... تم اسے اپنے یوم حساب پر پاؤ گے"۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیدہ (ع) نے اس معاملے کو ظالموں کے گلے کا ہار بنا دیا تھا اور ان کے حق کو اللہ کے حوالے کر دیا تھا۔ حق دار کے اس اقدام کی وجہ سے مولا علی (ع) نے اس معاملے کو دوبارہ نہیں چھیڑا۔

ذاتی مفادات کے الزامات سے بچنا

- اگر امام علی (ع) فدک کو اپنی یا سیدہ زہرا (ع) کی جائیداد کے طور پر واپس لیتے تو انہیں انہی الزامات کا سامنا کرنا پڑتا جو عثمان پر سرکاری املاک کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرنے کے لگائے گئے تھے۔ متن میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ اگر امام علی (ع) فدک کو، جو پچیس سال

سے سرکاری املاک میں شامل تھا، واپس لے کر اپنے بچوں کو دیتے تو منافقین کہتے کہ وہ عثمان کی طرح کر رہے ہیں۔

- امام علی (ع) نے بطور سربراہ ریاست اپنے یا اپنے خاندان کے فائدے کے لیے اپنے اختیار کا استعمال نہیں کیا، اور اس بات پر زور دیا کہ فدک کی آمدنی غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کی جائے، چاہے وہ ان کی اولاد کی ملکیت میں ہو یا ریاست کی ملکیت میں۔

.3

اہلبیت (ع) کا اصولی مؤقف

- اہلبیت (ع) کا یہ اصول ہے کہ جب وہ حکمران بنتے ہیں تو ان لوگوں سے اپنے حقوق واپس نہیں لیتے جنہوں نے انہیں غصب کیا ہوتا ہے، بلکہ وہ لوگوں کے حقوق واپس لے کر انہیں لوٹاتے ہیں مگر اپنے حقوق کے لیے ایسا نہیں کرتے۔

- امام موسیٰ کاظم (ع) سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے

جواب دیا "ہم اہلبیت ہیں، لوگوں کا حق لیتے ہیں اور انہیں دیتے ہیں، اور اپنا حق نہیں لیتے اور اسے اللہ (عزوجل) کے عدل کے سپرد کرتے ہیں۔"

سیدہ فاطمہ (ع) کی وفات اور جذباتی پہلو امام علی (ع) سیدہ فاطمہ (ع) کی وفات پر شدید غمزدہ تھے اور ان ناخوشگوار واقعات کو دوبارہ تازہ نہیں کرنا چاہتے تھے جو فدک کی ضبطی کے گرد پیش آئے تھے۔ چونکہ اصلی دعویدار (سیدہ فاطمہ ع) اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں، اس لیے علی (ع) نے اس معاملے پر مزید توجہ نہیں دی۔

سیاسی چیلنجز اور مخالفت

- امام علی (ع) کو اپنی خلافت کے دوران بے شمار **چیلنجز** کا سامنا تھا، جن میں مسلسل ہراساں کیا جانا، بغاوتیں اور جنگیں شامل تھیں، جیسے جنگ جمل جو معاویہ اور دیگر نے بھڑکائی۔ ان مصروفیات کی وجہ سے انہیں ذاتی معاملات، بشمول فدک کے معاملے پر توجہ دینے کا وقت

نہیں ملا۔

- فدک کو واپس لینے کی کوئی بھی کوشش ان کے مخالفین، خاص طور پر معاویہ اور اس کے پیروکاروں کی طرف سے شدید مخالفت کا باعث بنتی۔ اس کے علاوہ، لوگ پچھلے خلفاء کے طریقوں کے عادی ہو چکے تھے اور کسی بھی تبدیلی کو آسانی سے قبول نہیں کرتے، جس سے مزید شورش کا خطرہ تھا۔

ظالم اور مظلوم دونوں کا انتقال ایک روایت کے مطابق، امام علی (ع) سے پوچھا گیا کہ آپ فدک واپس کیوں نہیں لیتے؟ تو انہوں نے جواب دیا "ظالم اور مظلوم دونوں اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور اللہ تعالٰی نے مظلوم کو اس کا اجر اور ظالم کو اس کی سزا دے دی ہے، لہٰذا میں اسے واپس نہیں لینا چاہتا۔"

حضور اکرم (ص) سے عہد اور وسیع تر مفادات امام علی (ع) نے ایک

موقع پر فرمایا کہ پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ ان کا ایک عہد تھا جس کے نتیجے میں انہیں اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا، چاہے انہیں ناک سے بھی گھسیٹا جائے۔ یہ ایک وسیع تر حکمت عملی کا حصہ تھا جس کا مقصد اسلام کو تباہی اور انتشار سے بچانا تھا۔ اس کے علاوہ، امام علی (ع) عام مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ پر توجہ مرکوز کر رہے تھے نہ کہ اپنے یا اپنے خاندان کے چھینے گئے حقوق پر۔

آخری امام کا انتظار وہ جانتے تھے کہ حقیقی دعویدار، سیدہ فاطمہ (ع)، اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں، اور وہ آخری الٰہی رہنمائی پانے والے امام کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جو تمام حقوق کو ان کے اصل حقداروں کو لوٹائیں گے۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر، مولا علی (ع) نے اپنی خلافت کے دوران فدک کو واپس نہیں لیا، بلکہ اسے اللہ کے عدل کے سپرد کر دیا اور اپنے اختیارات کو مسلمانوں کے عمومی مفاد کے لیے استعمال کیا۔

حوالہ جات

- Maʿānī al-ʾAkhbār by Shaykh Muḥammad b. ʿAlī al-Ṣaduq, Book 1, Chapter 212, Ḥadīth #2
- Al-Amālī by Shaykh Muḥammad b. Muḥammad al-Mufīd, Book 26, Chapter 2, Ḥadīth #2

مولا علی (ع) کی حکمرانی کے بعد فدک کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی تفصیلات مختلف ادوار میں درج ذیل ہیں

مولا علی (ع) کی خلافت کے بعد فدک کا معاملہ

.1

امام علی (ع) کی حکمرانی میں: جب امام علی (ع) خلیفہ بنے، تو انہوں نے فدک کا انتظام عباس سے سنبھال لیا۔ اگرچہ امام علی (ع) نے اسے ذاتی جائیداد کے طور پر واپس نہیں لیا (جیسا کہ سابقہ جواب میں تفصیل دی گئی ہے)، انہوں نے اسے اپنی اولاد، یعنی امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کی ملکیت کے طور پر رکھا اور ان کے بعد ان کی نسلوں میں یہ وراثت میں منتقل ہوتا رہا، جن میں علی ابن حسین، حسن ابن حسن، اور زید ابن حسن شامل تھے، اور ان میں سے ہر ایک نے باری باری اس کا انتظام کیا۔

.2

عثمان بن عفان کا دور: ابو بکر اور عمر کے دور کے بعد، عثمان بن عفان

نے سنہ 34 ہجری میں فدک مروان بن حکم کو عطیہ کر دیا، جو عثمان کے خلاف بغاوت کی ایک وجہ بنی۔ یہ عمل امام علی (ع) کی خلافت سے پہلے ہوا تھا، لیکن اس کے اثرات بعد کے ادوار میں بھی جاری رہے۔

3.
معاویہ کا دور: معاویہ کے دور میں، فدک کی ملکیت مروان، عمرو بن عثمان اور یزید بن معاویہ کے درمیان مشترکہ تھی۔

4.
مروان کی حکمرانی: اور اس کے بعد جب مروان خود حکمران بنا، تو اس نے فدک پر اکیلے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ اس کے بیٹے عبدالعزیز کو وراثت میں ملا۔

5.

عمر بن عبد العزیز کا دور: عبد العزیز کے بیٹے عمر بن عبد العزیز نے فدک کو حضرت فاطمہ (س) کی پوتیوں کو واپس کر دیا اور اسے خیرات کے طور پر بحال کیا۔

.6

عمر بن عبد العزیز کے بعد: عمر بن عبد العزیز کی وفات کے بعد، یزید بن عبد الملک نے (جو عمر بن عبد العزیز کے بعد آنے والا اموی حکمران تھا) فدک کو دوبارہ حضرت فاطمہ (س) کی نسل سے چھین لیا۔ فدک بنو امیہ کے قبضے میں رہا یہاں تک کہ بنو عباس کی حکمرانی آئی۔

خلاصہ یہ کہ، مولا علی (ع) کی خلافت کے بعد بھی فدک مختلف حکمرانوں اور خاندانوں کے درمیان منتقل ہوتا رہا، خاص طور پر اموی حکمرانوں نے اسے یا تو ذاتی ملکیت بنا لیا یا اپنے رشتہ داروں کو عطیہ کر دیا، سوائے عمر بن عبد العزیز کے دور کے جب اسے اہل بیت (ع) کو واپس کیا گیا۔

خطبہ فدک۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
(بقیہ صفحات میں خطبہء فدک تحریر کیا گیا ہے)

شُروع اَللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں خدا کی نعمتوں پر اس کی **ستائش** کرتی ہوں اور اس کی توفیقات پر شکر ادا کرتی ہوں اس کی بے شمار نعمتوں پر اس کی حمد و ثنا بجالاتی ہوں وہ نعمتیں جن کی کوئی انتہا نہیں اور ان کی تلافی اور تدارک نہیں کیا جاسکتا، ان کی انتہا کا تصور کرنا ممکن بھی نہیں، خدا ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کو جانیں اور ان کا شکریہ ادا کریں تاکہ اللہ تعالی نعمتوں کو اور زیادہ کرے_ خدا ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کو جانیں

اور ان کا شکرہ ادا کریں تا کہ اللہ تعالی مقامی نعمتوں کو اور زیادہ کرے_
خدا نے ہم سے حمد و ثنا کو طلب کیا ہے تا کہ وہ اپنی نعمتوں کو ہمارے لئے زیادہ کرے

میں خدا کی **توحید** اور یگانگی گواہی دیتی ہوں توحید کا وہ کلمہ کہ اخلاص کو اس کی روح اور حقیقت قرار دیا گیا ہے اور دل میں اس کی گواہی دے تا کہ اس سے نظر و فکر روشن ہو، وہ خدا کہ جس کو آنکھ کے ذریعے دیکھا نہیں جا سکتا اور زبان کے ذریعے اس کی وصف اور توصیف نہیں کی جا سکتی وہ کس طرح کا ہے یہ وہم نہیں آسکتا_ عالم کو عدم سے پیدا کیا ہے اور اس کے پیدا کرنے میں وہ محتاج نہ تھا اپنی مشیئت کے مطابق خلق کیا ہے_ جہان کے پیا کرنے میں اسے اپنے کسی فائدے کے حاصل کرنے کا قصد نہ تھا_ جہان کو پیدا کیا تا کہ اپنی حکمت اور علم کو ثابت کرے اور اپنی اطاعت کی یاد دہانی کرے، اور اپنی قدرت کا اظہار کرے، اور بندوں کو عبادت کے لئے برانگیختہ کرے، اور اپنی

دعوت کو وسعت دے، اپنی اطاعت کے لئے جزاء مقرر کی اور نافرمانی کے لئے سزا معین فرمائی_ تاکہ اپنے بندوں کو عذاب سے نجات دے اور بہشت کی طرف لے جائے

میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد **محمد** (ص) اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، پیغمبری کے لئے بھیجنے سے پہلے اللہ نے ان کو چنا اور قبل اس کے کہ اسے پیدا کرے ان کا نام محمدؐ (ص) رکھا اور بعثت سے پہلے ان کا انتخاب اس وقت کیا جب کہ مخلوقات عالم غیب میں پنہاں اور چھپی ہوئی تھی اور عدم کی سرحد سے ملی ہوئی تھی، چونکہ اللہ تعالی ہر شئی کے مستقبل سے باخبر ہے اور حوادث دہر سے مطلع ہے اور ان کے مقدرات کے موارد اور مواقع سے آگاہ ہے، خدا نے محمدؐ (ص) کو مبعوث کیا تاکہ اپنے امر کو آخر تک پہنچائے اور اپنے حکم کو جاری کردے، اور اپنے مقصد کو عملی قرار دے_ لوگ دین میں تفرق تھے اور کفر و جہالت کی آگ میں جل رہے تھے، بتوں کی پرستش کرتے

تھے اور خداوند عالم کے دستورات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے

پس حضرت محمّدّ (ص) کے وجود مبارک سے تاریکیاں چھٹ گئیں اور جہالت اور نادانی دلوں سے دور ہو گئی، سر گردانی اور تحیر کے پردے آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے میرے باپ لوگوں کی ہدایت کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کو گمراہی سے نجات دلائي اور نابینا کو بینا کیا اور دین اسلام کی طرف راہنمائي فرمائي اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دي، اس وقت خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کی مہربانی اور اس کے اختیار اور رغبت سے اس کی روح قبض فرمائي_ اب میرے باپ اس دنیا کی سختیوں سے آرام میں ہیں اور آخرت کے عالم میں اللہ تعالی کے فرشتوں اور پروردگار کی رضایت کے ساتھ اللہ تعالی کے قرب میں زندگی بسر کر رہے ہیں، امین اور وحی کے لئے چنتے ہوئے پیغمبر پر درود ہو

آپ نے اس کے بعد مجمع کو خطاب کیا اور فرمایا لوگو تم اللہ تعالی کے امر اور نہی کے نمائندے اور نبوت کے دین اور علوم کے حامل تمہیں اپنے اوپر امین ہونا چاہیئے م ہو جن کو باقی اقوام تک دین کی تبلیغ کرنی ہے تم میں پیغمبر (ص) کا حقیقی جانشین موجود ہے اللہ تعالی نے تم سے پہلے عہد و پیمان اور چمکنے والا نور ہے اس کی چشم بصیرت روش اور رتبے کے آرزومند ہیں اس کی پیروی کرنا انسان کو بہشت رضوان کی طرف ہدایت کرتا ہے اس کی باتوں کو سننا نجات کا سبب ہوتا ہے اس کے وجود کی برکت سے اللہ تعالی کے نورانی دلائل اور حجت کو دریافت کیا جاسکتا ہے اس کے وسیلے سے واجبات و محرمات اور مستحبات و مباح اور شریعت کے قوانین کو حاصل کیا جاسکتا ہے

فلسفہ دین: اللہ تعالی نے ایمان کو شرک سے پاک ہونے کا وسیلہ قرار دیا ہے____ اللہ نے **نماز** واجب کی تا کہ تکبر سے روکا جائے_ **زکوۃ** کو وسعت رزق اور تہذیب نفس کے لئے واجب قرار دیا_ **روزے** کو

بندے کے اخلاص کے اثبات کے لئے واجب کیا_ حج کو واجب کرنے سے دین کی بنیاد کو استوار کیا، عدالت کو زندگی کے نظم اور دلوں کی نزدیکی کے لئے ضروری قرار دیا، اہلبیت کی اطاعت کو ملت اسلامی کے نظم کے لئے واجب قرار دیا اور امامت کے ذریعے اختلاف و افتراق کا سد باب کیا_ امر بالمعروف کو عمومی مصلحت کے ماتحت واجب قرار دیا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کو ان کے غضب سے مانع قرار دیا، اجل کے موخر ہونے اور نفوس کی زیادتی کے لئے صلہ رحمی کا دستور دیا_ قتل نفس کو روکنے کے لئے قصاص کو واجب قرار دیا_ نذر کے پورا کرنے کو گناہوں کا آمرزش کا سبب بنایا_ پلیدی سے محفوظ رہنے کی غرض سے شراب خوری پر پابندی لگائی، بہتان اور زنا کی نسبت دینے کی لغت سے روکا، چوری نہ کرنے کو پاکی اور عفت کا سبب بتایا_ اللہ تعالی کے ساتھ شرک، کو اخلاص کے ماتحت ممنوع قرار دیا_

لوگو تقوی اور پرہیزگاری کو اپناؤ اور اسلام کی حفاظت کرو اور اللہ تعالی کے اوامر و نواحی کی اطاعت کرو، صرف علماء اور دانشمندہی خدا سے

ڈرتے ہیں_

اس کے بعد آپ نے فرمایا، لوگو **میرے باپ محمد(ص) تھے** اب میں تمہیں ابتداء سے آخر تک کے واقعات اور امور سے آگاہ کرتی ہوں تمہیں علم ہونا چاہیئے ہ میں جھوٹ نہیں بولتی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کرتي

لوگو اللہ تعالی نے تمہارے لئے پیغمبر (ص) جو تم میں سے تھا بھیجا ہے تمہاری تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی تھی اور وہ تم سے محبت کرتے تھے اور مومنین کے حق میں مہربان اور دل سوز تھے

لوگو وہ پیغمبر میرے باپ تھے نہ تمہاری عورت کے باپ، میرے شوہر کے چچازاد بھائي تھے نہ تمہارے مردوں کے بھائي، کتنی عمدہ محمدّ (ص) سے نسبت ہے_ جناب محمد (ص) نے اپنی رسالت کو انجام دیا

اور مشرکوں کی راہ و روش پر حملہ آور ہوئے اور ان کی پشت پر سخت ضرب وارد کی ان کا گلا پکڑا اور دانائي اور نصیحت سے خدا کی طرف دعوت دي، بتوں کو توڑا اور ان کے سروں کو سرنگوں کیا کفار نے شکست کھائي اور شکست کھا کر بھاگے تاریکیاں دور ہو گئیں اور حق واضح ہوگیا، دین کے رہبر کی زبان گویا ہوئي اور شیاطین خاموش ہو گئے، نفاق کے پیروکار ہلاک ہوئے کفر اور اختلاف کے رشتے ٹوٹ گئے گروہ اہلبیت کی وجہ سے شہادت کا کلمہ جاری کیا، جب کہ تم دوزخ کے کنارے کھڑے تھے اور وہ ظالموں کا تر اور لذیذ لقمہ بن چکے تھے اور آگ کی تلاش کرنے والوں کے لئے مناسب شعلہ تھے_ **تم قبائل کے پاؤں کے نیچے ذلیل تھے** گندا پانی پیتے تھے اور حیوانات کے چمڑوں اور درختوں کے پتوں سے غذا کھاتے تھے دوسروں کے ہمیشہ ذلیل و خوار تھے اور اردگرد کے قبائل سے خوف و ہراس میں زندگی بسر کرتے تھے_

ان تمام بدبختیوں کے بعد خدا نے محمد (ص) کے وجود کی برکت سے

تمھیں نجات دی حالانکہ میرے باپ کو عربوں میں سے بہادر اور عرب کے بھیڑیوں اور اہل کتاب کے سر کشوں سے واسطہ تھا لیکن جتنا وہ جنگ کی آگ کو بھڑکاتے تھے خدا سے خاموش کر دیتا تھا، جب کوئی شیاطین میں سے سر اٹھاتا یا مشرکوں میں سے کوئی بھی کھولتا تو محمد (ص) اپنے بھائی علی (ع) کو ان کے گلے میں اتار دیتے اور حضرت علی (ع) ان کے سر اور مغز کو اپنی طاقت سے پائمال کر دیتے اور جب تک ان کی روشن کی ہوئی آگ کو اپنی تلوار سے خاموش نہ کر دیتے جنگ کے میدان سے واپس نہ لوٹتے اللہ کی رضا کے لئے ان تمام سختیوں کا تحمل کرتے تھے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے، اللہ کے رسول کے نزدیک تھے _ علی (ع) خدا دوست تھے، ہمیشہ جہاد کے لئے آمادہ تھے، وہ تبلیغ اور جہاد کرتے تھے اور تم اس حالت میں آرام اور خوشی میں خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے اور کسی خبر کے منتظر اور فرصت میں رہتے تھے دشمن کے ساتھ لڑائی لڑنے سے اجتناب کرتے تھے اور جنگ کے وقت فرار کر جاتے تھے

جب خدا نے اپنے پیغمبر کو دوسرے پیغمبروں کی جگہ کی طرف منتقل کیا تو تمہارے اندرونی کینے اور دورویٔ ظاہر ہو گئے۔ دین کا لباس کہنہ ہو گیا اور گمراہ لوگ باتیں کرنے لگے، پست لوگوں نے سر اٹھایا اور باطل کا اونٹ آواز دینے لگا اور اپنی دم ہلانے لگا اور شیطان نے اپنا سر کمین گاہ سے باہر نکالا اور تمہیں اس نے اپنی طرف دعوت دی اور تم نے بغیر سوچے اس کی دعوت قبول کرلی اور اس کا احترام کیا تمہیں اس نے ابھارا اور تم حرکت میں آگئے اس نے تمہیں غضبناک ہونے کا حکم دیا اور تم غضبناک ہو گئے

لوگو وہ **اونٹ** جو تم میں سے نہیں تھا تم نے اسے باعلامت بنا کر اس جگہ بیٹھایا جو اس کی جگہ نہیں تھی، حالانکہ ابھی پیغمبر (ص) کی موت کو زیادہ وقت نہیں گزرا ہے ابھی تک ہمارے دل کے زخم بھرے نہیں تھے اور نہ شگاف پر ہوئے تھے، ابھی **پیغمبر (ص) کو دفن بھی نہیں کیا تھا کہ تم نے فتنے کے خوف کے بہانے سے خلافت پر قبضہ**

کرلیا، لیکن خبردار رہو کہ تم فتنے میں داخل ہوچکے ہو اور دوزخ نے کافروں کا احاطہ کرر کھا ہے_ افسوس تمہیں کیا ہوگیا ہے اور کہاں چلے جارہے ہو؟ حالانکہ اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے اور اس کے احکام واضح اور اس کے اوامر و نواہی ظاہر ہیں تم نے قرآن کی مخالفت کی اور اسے پس پشت ڈال دیا، کیا تمہارا ارادہ ہے کہ قرآن سے اعراض اور رو گردانی کرلو؟ یا قرآن کے علاوہ کسی اور ذریعے سے قضاوت اور فیصلے کرتا چاہتے تو؟ لیکن تم کو علم ہونا چاہیئے کہ جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اختیار کرے گا وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا، اتنا صبر بھی نہ کرسکے کہ وہ فتنے کی آگ کو خاموش کرے اور اس کی قیادت آسان ہوجائے بلکہ آگ کو تم نے روشن کیا اور شیطان کی دعوت کو قبول کرلیا اور دین کے چراغ اور سنت رسول خدا(ص) کے خاموش کرنے میں مشغول ہوگئے ہو_ کام کو الٹا ظاہر کرتے ہو اور پیغمبر (ص) کے اہلبیت کے ساتھ مکر و فریب کرتے ہو، تمہارے کام اس چھری کے زخم اور نیزے کے زخم کی مانند ہیں جو پیٹ کے اندر

واقع ہوئے ہوں_

کیا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ ہم پیغمبر (ص) سے میراث نہیں لے سکتے،

کیا تم جاہلیت کے قوانین کی طرف لوٹنا چاہتے ہو ؟ حالانکہ اسلام کے قانون تمام قوانین سے بہتر ہیں، کیا تمہیں علم نہیں کہ میں رسول خدا (ص) کی بیٹی ہوں کیوں نہیں جانتے ہو اور تمہارے سامنے آفتاب کی طرح یہ روشن ہے_ مسلمانوں کیا یہ درست ہے کہ میں اپنے باپ کی میراث سے محروم ہو جاؤں؟ اے ابو بکر آیا خدا کی کتاب میں تو لکھا ہے کہ تم اپنے باپ سے میراث لو اور میں اپنے باپ کی میراث سے محروم رہوں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں کہتا کہ سلیمان داود کے وارث ہوئے_

"ورث سلیمان داؤد'

'

کیا قرآن میں یحیی علیہ السلام کا قول نقل نہیں ہوا کہ خدا سے انہوں

نے عرض کی پروردگار مجھے فرزند عنایت فرماتا کہ وہ میرا اوارث قرار پائے او آل یعقوب کا بھی وارث ہو_

کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا کہ بعض رشتہ دار بعض دوسروں کے وارث ہوتے ہیں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا کہ اللہ نے حکم دیا کہ لڑکے، لڑکیوں سے دوگنا ارث لیں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا کہ تم پر مقرر کردیا کہ جب تمہارا کوئی موت کے نزدیک ہو تو وہ ماں، باپ اور رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے کیونکہ پرہیزگاروں کے لئے ایسا کرنا عدالت کا مقتضی ہے_

کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں باپ سے نسبت نہیں رکھتی؟ کیا ارث والی آیات تمہارے لئے مخصوص ہیں اور میرے والد ان سے خارج ہیں یا اس دلیل سے مجھے میراث سے محروم کرتے ہو جو دو مذہب کے ایک دوسرے سے میراث نہیں لے سکتے؟ کیا میں اور میرا باپ ایک دین پر نہ تھے؟ آیا تم میرے باپ اور میرے چچازاد علی (ع) سے

قرآن کو بہتر سمجھتے ہو؟

اے ابو بکر فدک اور خلافت تسلیم شدہ تمہیں مبارک ہو، لیکن **قیامت کے دن تم سے ملاقات کروں گی** کہ جب حکم اور قضاوت کرنا خدا کے ہاتھ میں ہو گا اور محمد (ص) بہترین پیشوا ہیں_

اے قحافہ کے بیٹے، میرا تیرے ساتھ وعدہ قیامت کا دن ہے کہ جس دن بیہودہ لوگوں کا نقصان واضح ہو جائے گا اور پھر پشیمان ہونا فائدہ نہ دے گا بہت جلد اللہ تعالی کے عذاب کو دیکھ لوگے آپ اس کے بعد انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:

اے ملت کے مدد گار جوانو اور اسلام کی مدد کرنے والو کیوں حق کے ثابت کرنے میں سستی کر رہے ہو اور جو ظلم مجھ پر ہوا ہے اس سے خواب غفلت میں ہو؟ کیا میرے والد نے نہیں فرمایا کہ کسی کا احترام اس کی اولاد میں بھی محفوظ ہوتا ہے یعنی اس کے احترام کی وجہ سے

اس کی اولاد کا احترام کیا کرو؟ کتنا جلدی فتنہ برپا کیا ہے تم نے؟ اور کتنی جلدی ہوی اور ہوس میں مبتلا ہو گئے ہو؟ تم اس ظلم کے ہٹانے میں جو مجھ پر ہوا ہے قدرت رکھتے ہو اور میرے مدعا اور خواستہ کے برلانے پر طاقت رکھتے ہو_ کیا کہتے ہو کہ محمد (ص) مر گئے؟ جی ہاں لیکن یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے کہ ہر روز اس کا شگاف بڑھ رہا ہے اور اس کا خلل زیادہ ہو رہا ہے_ آنجناب (ص) کی غیبت سے زمین تاریک ہو گئی ہے سورج اور چاند بے رونق ہو گئے ہیں آپ کی مصیبت پر ستارے تتر بتر ہو گئے ہیں، امیدیں ٹوٹ گئیں، پہاڑ متزلزل اور ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں پیغمبر (ص) کے احترام کی رعایت نہیں کی گئی، قسم خدا کی یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی کہ جس کی مثال ابھی تک دیکھی نہیں گئی. اللہ کی کتاب جو صبح اور شام کو پڑھی جارہی ہے آپ کی اس مصیبت کی خبر دیتی ہے کہ پیغمبر (ص) بھی عام لوگوں کی طرح مریں گے، قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ محمد (ص) بھی گزشتہ پیغمبروں کی طرح ہیں، اگر آپ (ص) مرے یا قتل کئے گئے تو تم دین سے پھر جاوگے، جو بھی دین سے خارج ہو گا وہ اللہ پر کوئی نقصان وارد نہیں کرتا خدا شکر ادا

کرنے والوں کو جزا عنایت کرتا ہے۔

اے فرزندان قبلہ: آیا یہ مناسب ہے کہ میں باپ کی میراث سے محروم رہوں جب کہ تم یہ دیکھ رہے ہو اور سن رہے ہو اور یہاں موجود ہو میری پکار تم تک پہنچ چکی ہے اور تمام واقعہ سے مطلع ہو، تمہاری تعداد زیادہ ہے اور تم طاقت ور اور اسلحہ بدست ہو، میرے استغاثہ کی آواز تم تک پہنچتی ہے لیکن تم اس پر لبیک نہیں کہتے میری فریاد کو سنتے ہو لیکن میری فریاد رسی نہیں کرتے تم بہادری میں معروف اور نیکی اور خیر سے موصوف ہو، خود نخبہ ہو اور نخبہ کی اولاد ہو تم ہم اہلبیت کے لئے منتخب ہوئے ہو، عربوں کے ساتھ تم نے جنگیں کیں سختیوں کو برداشت کیا، قبائل سے لڑے ہو، بہادروں سے پنجہ آزمائی کی ہے جب ہم اٹھ کھڑے ہوتے تھے تم بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے ہم حکم دیتے تھے تم اطاعت کرتے تھے اسلام نے رونق پائی اور غنائم زیادہ ہوئے اور مشرکین تسلیم ہوگئے اور ان کا جھوٹا وقار اور جوش ختم ہوگیا اور دین کا نظام مستحکم ہوگیا۔

اے انصار متحیر ہو کر کہاں جارہے ہو؟ حقائق کے معلوم ہو جانے کے بعد انہیں کیوں چھپانے ہو؟ کیوں ایمان لے آنے کے بعد مشرک ہوئے ہو؟ برا حال ہو ان لوگوں کا جنہوں نے اپنے ایمان اور عہد اور پیمان کو توڑاڈالا ہو اور ارادہ کیا ہو کہ رسول خدا(ص) کو شہر_ بدر کریں اور ان سے جنگ کا آغاز کریں کیا منافقین سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ تمھیں تو صرف خدا سے ڈرنا چاہیئے تھا_ لوگو میں گویا دیکھ رہی کہ تم پستی کی طرف جارہے ہو، اس آدمی کو جو حکومت کرنے کا اہل ہے اسے دور ہٹارہے ہو اور تم گوشہ میں بیٹھ کر عیش اور نوش میں مشغول ہوگئے ہو زندگی اور جہاد کے وسیع میدان سے فرار کر کے راحت طلبی کے چھوٹے محیط میں چلے گئے ہو، جو کچھ تمہارے اندر تھا اسے تم نے ظاہر کر دیا ہے اور جو کچھ پی چکے تھے اسے اگل دیا ہے لیکن آگاہ رہو اگر تم اور تمام روئے زمین کے لوگ کافر ہو جائیں تو خدا تمہارا محتاج نہیں ہے_

اے لوگو جو کچھ مجھے کہنا چاہیئے تھا میں نے کہہ دیا ہے حالانکہ میں جانتی ہوں کہ تم میری مدد نہیں کرو گے_ تمہارے منصوبے مجھ سے مخفی نہیں، لیکن کیا کروں دل میں ایک درد تھا کہ جس کو میں نے بہت ناراحتی کے باوجود ظاہر کر دیا ہے تاکہ تم پر حجت تمام ہو جائے_ اب فدک اور خلافت کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو لیکن تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس میں مشکلات اور دشواریاں موجود ہیں اور اس کا ننگ و عار ہمیشہ کے لئے تمہارے دامن پہ باقی رہ جائے گا، اللہ تعالی کا خشم اور غصہ اس پر مزید ہو گا اور اس کی جزا جہنم کی آگ ہو گی اللہ تعالی تمہارے کردار سے آگاہ ہے، بہت جلد ستم گار اپنے اعمال کے نتائج دیکھ لیں گے_ لوگو میں تمہارے اس نبی کی بیٹی ہوں کہ جو تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا تھا_ جو کچھ کر سکتے ہو اسے انجام دو ہم بھی تم سے انتقام لیں گے تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں